www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تحقیق وتنقید

مولانا عبدالرحمان کیلانی

(قسط ۲)

معراج النبی ﷺ پر منکرینِ معجزات کے اعتراضات کا جائزہ

نکتہ ۶: مدینہ ہی مسجدِ اقصیٰ ہے:

بسلسلہ جنگِ بدر سورۃ الانفال میں مذکور "اَلْعُدْوَۃُ الدُّنْیَا" اور "اَلْعُدْوَۃُ الْقُصْوٰی" کے الفاظ کا سہارا لیتے ہوئے اثری صاحب نے فرمایا ہے کہ:

"بدر مکہ سے قصوٰی ہوا اور جب یہ قصوٰی ہے تو مدینہ بالاولیٰ قصوٰی ٹھہرا۔ اور اس کی مسجد (نبوی) اقصیٰ ہوئی۔ بلکہ وفاء الوفاء ج ۱ ص ۱۶ میں مطالع وغیرہ کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے کہ مدینہ طیبہ کے ناموں میں سے ایک نام اس کا مسجدِ اقصیٰ بھی ہے۔" (ایضاً ص ۴۳)

صفحہ مذکور پر لفظِ قصوٰی کی وضاحت میں اثری صاحب نے درج ذیل حاشیہ بھی تحریر فرمایا ہے:

"عجیب بات ہے کہ جس اونٹنی پر رسول اللہ ﷺ نے سفرِ ہجرت طے فرمایا، وہ مدینہ پہنچ کر مسجدِ نبوی کی جگہ بحکمِ خداوندی بیٹھ گئی۔ اور اس کا نام قصوٰی (قصواء) قرار پایا۔ اسی قصواء پر حضور ﷺ نے بڑے بڑے سفر طے فرمائے۔"

اس اصول کی رو سے ہمارے نزدیک "قصوٰی" اور "بالاولیٰ قصوٰی" کی مزید تشریح یوں چلتی ہے: بدر مکہ سے قصوٰی ہوا اور جب یہ قصوٰی ہے تو مدینہ بالاولیٰ قصوٰی ٹھہرا۔ اور بیت المقدس اس سے بھی زیادہ "بالاولیٰ قصوٰی" قرار پایا۔ کیونکہ بیت المقدس مدینہ سے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بھی زیادہ دور ہے۔ گویا اس دلیل کی رو سے، کہ اگر مدینہ کی مسجد نبوی، مدینہ کے قصویٰ ہونے کی وجہ سے اقصیٰ ہے، تو بیت المقدس کی مسجد بالاولیٰ مسجد اقصیٰ قرار پاتی ہے، چنانچہ اثری صاحب کا یہ نکتہ بھی آپ کے خلاف ہی پڑتا ہے۔

اثری صاحب نے اسی مناسبت سے، کہ مدینہ قصویٰ ہے، رسول اللہ کی اونٹنی کو بھی قصویٰ (قصواء) قرار دے دیا۔ اب مدینہ تو "قصویٰ" اس لیے ہوا کہ وہ مکہ سے بہت دور ہے۔ اور رسول اللہ کی اونٹنی شاید اس لیے قصویٰ (قصواء) تھی کہ وہ بھی بہت دور کی اونٹنی تھی۔ یا وہ بہت دور دراز کے سفر کرتی تھی۔ مگر یہ بات بھی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ وہ تو نزدیک کے سفر بھی کرتی تھی۔ پھر یہ بات کیا ہوئی؟

اب جب ہم لغت دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ "قصویٰ" کا ایک معنیٰ "دور ہونا" ہے تو دوسرا معنیٰ "اونٹنی کے تھوڑے سے کان کترنا" بھی ہے۔ اور قصواء ایسی اونٹنی کو کہتے ہیں جس کے تھوڑے سے کان کاٹے گئے ہوں (منجد) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی اسی وجہ سے "قصویٰ" کہلاتی تھی۔ نہ اس لیے کہ مدینہ بھی "قصویٰ" اور آپ کی اونٹنی بھی "قصویٰ" (قصواء)۔

رہی یہ بات کہ وفاء الوفا میں مدینہ طیبہ کا ایک نام مسجد اقصیٰ بھی ہے، تو اس بات کو جب اثری صاحب خود بھی تسلیم نہ کریں تو دوسرے کیونکر کر سکتے ہیں؟ اثری صاحب کے نزدیک مدینہ قصویٰ ہے اور اس کی مسجد، مسجد اقصیٰ۔ جبکہ صاحب وفاء الوفاء مدینہ کو ہی مسجد اقصیٰ قرار دے رہے ہیں۔

صاحب وفاء الوفا سمہودی (م ۹۱۱ھ) دسویں صدی ہجری کے ایک مصنف ہیں جنہوں نے مدینہ منورہ کے ۹۴ نام لکھ مارے ہیں۔ اس سے "سمہودی" کی بے کار دماغ سوزی کا پتہ چلتا ہے مزید یہ کہ ان میں کچھ نام انتہائی مضحکہ خیز، زیادہ تر حرف بھرتی کا کام دیتے اور بے دلیل ہیں، مثلاً مدینہ کا ایک نام "تندد" ہے دوسرا "تندر" تیسرا "یندد" چوتھا "یندر"۔ یا مثلاً مدینہ کا ایک نام "البارہ" ہے دوسرا "البرہ" تیسرا "البحرہ" چوتھا "البحیرہ" پانچواں "البحیرۃ" وقس علیٰ ہذا! سمہودی صاحب کی بہرحال داد ہی دینا چاہیے کہ اس طرح انہوں نے ۹۴ تک کی گنتی پوری کر دی ہے۔ انہوں نے مدینہ کا ۷۷ واں نام "مسجد اقصیٰ" لکھا ہے۔ اور یہی وہ نام ہے جس کے متعلق اثری صاحب نے صرف درج ذیل پونی سطر درج فرمائی ہے:

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"السابع والسبعون "مسجد اقصیٰ" نقله التادلی فی منسکه عن صاحب المطالع"

یہ صاحب مطالع کون تھا، تادلی کون ہے، کونسی کتاب میں یہ درج ہے، کتاب کا صفحہ نمبر کیا ہے؟؟ اس کی کچھ تحقیق نہیں کی جا سکتی۔ دسویں صدی ہجری کے اس مصنف نے مدینہ کا یہ نام ایسا لکھا ہے جس کا سراغ قرونِ اولیٰ کے تمام تر اسلامی لٹریچر میں کہیں ڈھونڈے سے بھی نہیں مل سکے گا۔ تو پھر اس کی اس بلا تحقیق عبارت کی قیمت کیا ہے؟ ایسے تو چودھویں صدی میں اثری صاحب اور پرویز صاحب بھی یہ فرما ہی رہے ہیں کہ مسجدِ اقصیٰ سے مراد مسجدِ نبوی ہے پھر انہوں نے یہ کون سا تیر مار لیا ہے؟ — ہاں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ سمہودی صاحب ہمارے ان کرمفرماؤں سے اس لحاظ سے بازی لے گئے ہیں کہ مدینہ شہر کا نام مسجدِ اقصیٰ بتلا کر یہ واضح کرنا چاہا ہے کہ کسی شہر یا بستی کا نام مسجد بھی ہو سکتا ہے۔

نکتہ ۲: مسجدِ نبوی کی جگہ:

اثری صاحب نے مزید فرمایا ہے کہ:

"صحیح بخاری پ ۱۵ ص ۲۷۶ میں ہے کہ مسجدِ نبوی جس جگہ تعمیر ہوئی اس جگہ پر آپؐ کی تشریف آوری سے پہلے مسجدِ نبوی کی جگہ میں اسعد بن زرارہ پنج وقتہ نماز پڑھتے اور پڑھایا کرتے بلکہ جمعہ بھی پڑھایا کرتے تھے۔ پھر جب رسول اللہ تشریف لائے تو آپؐ بھی وہاں نماز پڑھتے پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد اسعد کی کوششوں سے آپؐ نے وہاں پر مسجد تعمیر فرمائی، جو کہ مسجدِ نبوی کے نام سے موسوم ہے۔" (ایضاً ص ۴۳)

اس اقتباس میں جو بات اثری صاحب نے بخاری اور فتح الباری کے حوالہ سے کہی ہے وہ ایک حد تک ہی درست ہے۔ کہ یہ جگہ دراصل دو یتیم لڑکوں سہل اور سہیل کی ملکیت تھی۔ نیز یہ جگہ اصل میں "مِرْبَد لِلتَّمر" یعنی "کھجوریں خشک کرنے کا میدان" تھا۔ جیسے ہمارے ہاں چاول کی منڈی کے نزدیک دھان سکھانے کے لیے میدان بنائے جاتے ہیں۔ اور "مربد" بعض کے نزدیک اونٹوں اور بکریوں کے باڑہ کو بھی کہتے ہیں۔ (فتح الباری ج ۷، ص ۲۴۶ مطبوعہ دارالمعرفة۔ بیروت) اسی میدان کے کچھ حصہ میں مسلمان نماز بھی ادا کر لیا کرتے تھے۔ جب حضور اکرمؐ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تشریف لائے تو یہ سارے کا سارا میدان مسجد نبوی کے لیے خرید کیا گیا تھا۔

البتہ وفاء الوفاء کے حوالہ سے اثری صاحب نے جو یہ بات لکھی ہے کہ: "بلکہ سعد بن زرارہ نماز جمعہ بھی پڑھایا کرتے تھے" تو یہ بات قطعاً غلط بھی ہے اور مضحکہ خیز بھی۔ کیونکہ پہلا جمعہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ جاکر پڑھایا تھا۔ اس سے پہلے نماز جمعہ نہ فرض تھی، نہ کہیں پڑھی گئی، نہ ہی کسی نے پڑھائی۔ چنانچہ اس کتاب وفاء الوفاء کی درج ذیل عبارت ہمارے بیان کی تصدیق کرتی ہے:

"قِيلَ كَانَتْ هٰذِهٖ أَوَّلَ جُمُعَةٍ صَلَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ." (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۲۵۶ مطبوعہ بیروت)

"کہا جاتا ہے کہ یہ پہلا جمعہ تھا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں پڑھایا۔"

اس سلسلہ میں سیرت ابن ہشام کی روایت بھی ملاحظہ فرمائیے:

"رسول اللہ کا جمعہ بنی سالم بن عوف میں ہوا۔ اور جمعہ کی نماز آپ نے اس مسجد میں ادا فرمائی جو وادی رانوناء کے درمیان ہے۔ جمعہ کی یہ پہلی نماز تھی جو مدینہ میں آپ نے ادا فرمائی۔" (ابن ہشام اردو ص ۴۴۲ ج ۱ مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور)

نکتہ ۸: "المسجد" سے کون سی مسجد مراد ہے؟

پرویز صاحب لکھتے ہیں کہ:

"اس کے بعد محترم مصنف (یعنی اثری صاحب) نے بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے کہ سورۂ بنی اسرائیل میں جو آیا ہے کہ "ولیدخلوا المسجد کما دخلوہ اول مرة" (۷:۱۷) تو اس میں المسجد سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے بدلائل وبراہین واضح کیا ہے کہ اس سے مراد وہ مسجد اقصیٰ نہیں جس کا ذکر آیۂ اسراء میں آیا ہے۔ اس سے مراد مدینہ طیبہ ہی ہے۔ بیت المقدس والی مسجد کا نام مسجد اقصیٰ بعد میں رکھا گیا ہے۔" (ایضاً ص ۴۳)

اس اقتباس میں تضاد ملاحظہ فرمایا آپ نے! — اثری صاحب یہ اعتراف فرما رہے ہیں کہ جب آیۂ اسراء نازل ہوئی تو اس وقت بیت المقدس میں جو مسجد تھی اس کا نام مسجد اقصیٰ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تھا۔ تاہم یہ وہ مسجد نہیں جس کا ذکر "وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ" میں آیا ہے۔ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ" میں "المسجد" سے مراد "مدینہ طیبہ" ہی ہے۔ چنانچہ یہ اعتراف کرنے کے بعد کہ آیۂ اسراء کے نزول کے وقت مسجدِ اقصیٰ موجود تھی، یہ بیان بھی دے رہے ہیں کہ بیت المقدس والی مسجد کا نام مسجدِ اقصیٰ بعد میں رکھا گیا ہے —— چہ خوب:

؎ بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ ۔ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی!

چنانچہ یہ وہ دلائل و براہین بھی ہیں جو پرویز ایسے مفسرِ قرآن کی نگاہوں میں بھی بچ گئے ہیں۔ اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اثری صاحب کا یہ دعویٰ کہ "وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ" میں "المسجد" سے مراد آیۂ اسراء والی مسجدِ اقصیٰ نہیں، بلکہ اس سے مدینہ طیبہ ہی مراد ہے" —— تاریخی لحاظ سے کس حد تک درست ہے؟ اس تحقیق کے لیے پہلے آیاتِ متعلقہ ملاحظہ فرما لیجئے جو یہ ہیں:

وَقَضَيْنَآ إِلَىٰ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ فِي الْكِتَٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا ۝ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ أُولَىٰهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ أُو۟لِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا۟ خِلَٰلَ الدِّيَارِ ۚ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَٰكُم بِأَمْوَٰلٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَٰكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا ۝ إِنْ أَحْسَنتُمْ أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ ۖ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا ۚ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ الْءَاخِرَةِ لِيَسُۥٓـُٔوا۟ وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا۟ الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا۟ مَا عَلَوْا۟ تَتْبِيرًا۔"

(بنی اسرائیل: ۴ تا ۷)

"اور ہم نے کتاب میں بنی اسرائیل سے کہہ دیا تھا کہ تم زمین میں دو دفعہ فساد مچاؤ گے اور بڑی سرکشی کرو گے۔ پس جب پہلے وعدے کا وقت آیا تو ہم نے اپنے سخت لڑائی لڑنے والے بندے تم پر مسلّط کر دیے جو شہروں کے اندر گھس گئے اور وہ وعدہ پورا ہو کر رہا۔ پھر ہم نے دوسری بار تم کو ان پر غلبہ دیا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کی اور تم کو جماعتِ کثیر بنا دیا۔ اگر تم نیکو کاری کرو گے تو اپنی جانوں کے لیے کرو گے اور اگر اعمالِ بد کرو گے تو ان کا وبال

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

بھی تمہاری ہی جانوں پر ہوگا۔ پھر جب دوسرے وعدے کا وقت آیا تو ہم نے پھر اپنے بندے بھیجے تاکہ تمہارے چہروں کو بگاڑ دیں اور جس طرح پہلی دفعہ المسجد میں داخل ہو گئے تھے اسی طرح پھر اس میں داخل ہو جائیں اور جس چیز پر غلبہ پائیں اسے تباہ کر دیں"۔

گویا ان آیات کی رُو سے بنی اسرائیل پر دو بار جنگجو حملہ آوروں نے شدید حملہ کر کے انہیں تباہ و برباد کیا اور ہر دو بار "المسجد" یعنی مسجدِ اقصیٰ یا ہیکلِ سلیمانی میں داخل ہو کر اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔

اب اس بات کو تاریخی اعتبار سے بھی دیکھ لیں:

اگرچہ حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد جلد ہی بنی اسرائیل کو فلسطین پر غلبہ حاصل ہو گیا تھا۔ تاہم اس سلطنت کے عروج کا زمانہ حضرت سلیمانؑ کا زمانہ ہے۔ اس کے بعد بنی اسرائیل پھر سے شرک و کفر اور بد اخلاقیوں میں پڑ گئے، تو ان کی سلطنت میں زوال آنا شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ ۵۸۲ ق م میں بخت نصر شاہِ بابل نے سلطنتِ یہود پر حملہ کر کے اس کو تہ و بالا کر دیا۔ لاکھوں آدمی مارے گئے۔ بہت سے جلاوطن ہوئے اور بہت سوں کو وہ قید کر کے ساتھ لے گیا۔ یروشلم (بیت المقدس) اور مسجدِ اقصیٰ (ہیکلِ سلیمانی) کو بھی اس نے پیوندِ خاک بنا دیا۔ یہ تھی پہلی بار کی سلطنتِ یہود کی تباہی، جس کا ذکر قرآنِ کریم میں آیا ہے!

بعد ازاں چوتھی صدی ق م میں حضرت عزیر علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ جنہوں نے بنو اسرائیل کو متحد کیا اور دینِ موسوی کی تجدید کا کارنامہ سر انجام دیا۔ چنانچہ تقریباً ڈیڑھ صدی بعد معبدِ سلیمانی پھر سے آباد ہو گیا اور اس کی از سرِ نو تعمیر بھی کی گئی۔ یہودیوں کی حکومت بھی از سرِ نو مستحکم ہو گئی۔ لیکن جلد ہی یہ قوم پھر سے تفرقہ و انتشار کا شکار ہو گئی اور بد اخلاقیوں میں پڑ گئی۔ بالآخر ۷۰ء میں رومی بادشاہ "ٹیٹس" (T I T U S) نے بزورِ شمشیر یروشلم کو فتح کر لیا۔ اس جنگ میں ایک لاکھ ۳۳ ہزار آدمی موت کے گھاٹ اتارے گئے اور ۶۷ ہزار غلام بنائے گئے۔ ہیکلِ سلیمانی کو اس دفعہ بھی مسمار کر کے پیوندِ خاک بنا دیا گیا۔ بعد ازاں دو ہزار سال تک یہود اس علاقہ پر قابض نہ ہو سکے۔ حال ہی میں یعنی بیسویں صدی عیسوی کے وسط میں امریکہ اور برطانیہ کی مدد سے یہودی اپنی آزاد ریاست اسرائیل بنانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

یہ تھی بنی اسرائیل کی دوسری بار کی تباہی اور حملہ آوروں کا مسجدِ اقصیٰ کو دوسری بار تباہ و برباد

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کرنے کا قصہ۔ اور اسے بھی قرآنِ مجید نے بیان فرمایا ہے۔

اب اگر "وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ" میں "المسجد" سے مراد بیت المقدس والی مسجدِ اقصیٰ لی جائے، تو تاریخی حالات اس سے پوری طرح مطابقت کرتے ہیں۔ ورنہ اگر اثری صاحب کے بقول "المسجد" سے مراد "مدینہ منورہ" لیا جائے تو اس کی دوبار تباہی کرنے والے کون تھے؟ اور وہ کون لوگ تھے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ: "اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا" ۔۔۔ اور وہ کونسی مسجد تھی جس میں حملہ آور دوبار داخل ہوئے اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی؟ ۔۔۔ ان سب باتوں کا جواب ادارہ طلوعِ اسلام کے ذمہ ہے!

اثری صاحب اور پرویز صاحب کے متفق علیہ نکات

اب ہم دو ایسے نکات بیان کریں گے جو ان دونوں حضرات کے درمیان مشترک ہیں۔ ان میں سے پہلا درج ذیل ہے:

مشترکہ نکتہ ۹۔ واقعہ اسراء دراصل واقعۂ ہجرت ہے:

ان دونوں حضرات کا یہ نظریہ ہے کہ واقعۂ اسراء دراصل واقعۂ ہجرت ہے۔ جو درج ذیل وجوہ کی بنا پر غلط ہے:

۱۔ مکی زندگی میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ۸۶ سورتیں نازل ہوئی تھیں اور مدنی زندگی میں ۲۸۔ ہجرت کے فوراً بعد یعنی مدنی زندگی کی ابتدا میں سب سے پہلی سورہ جو نازل ہوئی وہ سورۃ البقرہ ہے، جس کا ترتیبِ نزول کے لحاظ سے نمبر ۸۷ ہے۔ جبکہ آیۂ اسراء سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت ہے اور ترتیبِ نزول کے لحاظ سے اس سورہ کا نمبر ۵۰ ہے۔ اب سوال یہ ہے اگر واقعہ اسراء ہی واقعہ ہجرت ہے تو آیۂ اسراء والی یہ سورہ بنی اسرائیل آپ کی مکی زندگی کی آخری سورہ ہونی چاہیئے۔ جبکہ مدینہ میں سب سے پہلے نازل ہونے والی سورۃ البقرۃ کا نمبر ۸۷ ہے۔ تو پھر ۵۱ سے لے کر ۸۶ تک ۳۶ سورتیں آخر کس زمانہ میں اور کہاں نازل ہوئی تھیں؟ سورتوں کی ترتیبِ نزولی کے لحاظ سے زمانہ کا تعین اور اس کی صحت چونکہ تواتر سے ثابت ہے، لہٰذا ہم لامحالہ اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ واقعۂ اسراء کو واقعہ ہجرت قرار دینا انتہائی بے ہودہ بات ہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

۲۔ قرآنِ مجید کے الفاظ ہیں: "سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا۔ الآیۃ!"۔ ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو راتوں رات سیر کرائی ۔ یعنی واقعہ اسراء میں صرف ایک شخص کو لے جایا گیا ۔ جبکہ ہجرت صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی نہیں کی بلکہ مکّہ کے تقریباً تمام مسلمانوں نے کی ۔ انفراداً بھی اور اجتماعاً بھی! اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ہجرت کرنے والے اکیلے نہیں تھے، بلکہ آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ بھی تھے ۔ اور یہ بات قرآنِ کریم کی درج ذیل آیت سے ثابت ہے:

"ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ الآیۃ!" (التوبہ : ۴۰)

"اور جب دو میں کا دوسرا، جب وہ دونوں غارِ (ثور) میں تھے، اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا "غم نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے!"

پس اس لحاظ سے بھی واقعہ اسراء کو واقعۂ ہجرت قرار دینا باطل ہے ۔

۳۔ واقعہ اسراء میں یہ صراحت ہے کہ "اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا" یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو راتوں رات (یا ایک رات یا کسی نہ کسی رات) سیر کرائی ۔ گویا واقعہ اسراء کی مدت صرف ایک رات ہے ۔ لیکن ہجرت میں مکّہ سے قبا تک ۱۵ دن اور ۱۵ راتیں صرف ہوئیں اور مدینہ تک ۱۸ راتیں ۔ چنانچہ واقعۂ اسراء صرف ایک رات کا قصہ ہے اور واقعۂ ہجرت ۱۸ راتوں کا ۔ پھر واقعۂ اسراء "دراصل واقعۂ ہجرت" کیسے بن گیا؟

۴۔ اسراء کا واقعہ تو رات کو (لَیْلًا) وقوع پذیر ہوا تھا ۔ لیکن ہجرت کے سفر کا آغاز رات کو نہیں بلکہ عین کڑکتی دوپہر کو ہوا ۔ جبکہ گرمی کی وجہ سے لوگ گھروں سے باہر نہیں نکلتے اور باہر سناٹا سا چھایا ہوتا ہے ۔ واقعۂ ہجرت کے آغاز کے وقت رات کا کوئی مسئلہ نہیں ۔ اس سلسلہ میں بخاری، "کتاب المناقب" باب ہجرۃ النبیؐ واصحابہ" میں حضرت عائشہ رضؓ کی درج ذیل روایت ملاحظہ فرمائیے:

"فَبَیْنَمَا نَحْنُ یَوْمًا جُلُوْسٌ فِیْ بَیْتِ اَبِیْ بَكْرٍ فِیْ نَحْرِ الظَّهِیْرَةِ قَالَ قَائِلٌ لِاَبِیْ بَكْرٍ: هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُتَقَنِّعًا فِیْ سَاعَةٍ لَمْ یَكُنْ یَاْتِیْنَا فِیْهَا فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فِدَاءٌ لَهٗ اَبِیْ وَ اُمِّیْ وَاللّٰهِ مَا جَاءَ بِهٖ فِیْ هٰذِهٖ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

السَّاعَةِ إِلَّا لِأَمْرٍ. قَالَتْ: فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهُ. فَدَخَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ: أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِي يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: إِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصَّحَابَةَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَخُذْ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ إِحْدَى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ. قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِالثَّمَنِ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الْجِهَازِ وَصَنَعْنَا لَهُمْ سُفْرَةً فِي جِرَابٍ فَقَطَعَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا فَرَبَطَتْ بِهِ عَلَى فَمِ الْجِرَابِ فَبِذٰلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتُ النِّطَاقِ. قَالَتْ: ثُمَّ لَحِقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ بِغَارٍ فِي جَبَلِ ثَوْرٍ، فَكَمِنَا فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ.»

"ایک دن ایسا ہوا کہ ہم کڑکتی دوپہر کے وقت ابوبکرؓ کے گھر میں بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک کہنے والے (عامر بن فہیرہ۔ حضرت ابوبکرؓ کے غلام) نے کہا "دیکھو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن پہنچے سر چھپائے ہوئے اور ایسے وقت تشریف لائے جو آپؐ کے معمول کے خلاف ہے۔" ابوبکرؓ کہنے لگے "ان پر میرے ماں باپ قربان، آپؐ کا اس وقت تشریف لانا ضرور کسی اہم معاملہ میں ہے۔" حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آن پہنچے اور اندر آنے کی اجازت چاہی جو انہیں دے دی گئی۔ آپؐ داخل ہوئے تو ابوبکرؓ سے کہنے لگے "ذرا موجود لوگوں سے باہر جانے کو کہیے" حضرت ابوبکرؓ کہنے لگے "یا رسول اللہ، میرا باپ آپ پر صدقے، یہاں آپ کے گھر والے ہی تو ہیں" (کوئی غیر آدمی یہاں موجود نہیں) آپؐ نے فرمایا

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی"۔ ابوبکرؓ کہنے لگے: "میرا باپ آپ پر صدقے، کیا میں بھی آپ کے ساتھ ہوں گا؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "ہاں" حضرت ابوبکرؓ کہنے لگے "تو ان دونوں اونٹنیوں میں سے جونسی آپ چاہیں لے لیجئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "ہاں، مگر قیمتاً لوں گا"۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں: اب ہم نے جلدی جلدی دونوں کے سفر کا سامان تیار کیا اور توشہ چمڑے کے ایک تھیلے میں رکھا۔ اب اسماءؓ (میری بہن) نے اپنا کمربند پھاڑا اور اس کے ایک حصہ سے) تھیلے کا منہ باندھ دیا۔ اسی وجہ سے اسماءؓ کا لقب ذات النطاق (یا ذات النطاقین) پڑ گیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ دونوں روانہ ہو کر اس غار میں چلے گئے۔ جو جبلِ ثور میں ہے۔ اس جگہ آپ دونوں تین راتیں چھپے رہے۔"

اور یہ جو مشہور ہے کہ آپ نے اپنی ہجرت کے سفر کا آغاز رات کو کیا۔ رات کو آپ نے اپنے بستر پر حضرت علیؓ کو لٹا دیا۔ باہر آپ کو قتل کرنے کے ارادہ سے آئے ہوئے کفار نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ آپ سورۂ یٰسین پڑھتے ہوئے گھر سے نکلے اور ایک مٹھی ریت ان کفار کی طرف پھینکی جس سے وہ سب اندھے ہو گئے پھر آپ حضرت ابوبکرؓ کے گھر آئے تو یہ روایت سخت غیر معتبر ہے۔ اس روایت کا درج ذیل حصہ ملاحظہ فرمائیے:

"راوی نے کہا، جب رات کا اندھیرا ہوا تو قریش کے منتخب جوان آپ کے دروازے پر جمع ہو گئے اور انتظار کرنے لگے کہ آپ سو جائیں تو حملہ کریں۔ رسول اللہ نے انہیں دیکھا تو حضرت علیؓ سے فرمایا، تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور میری سبز حضرمی چادر اوڑھ لو۔ اسی حالت میں رسول اللہ باہر نکلے۔ ایک مٹھی بھر خاک ان کی طرف پھینکی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائیاں چھین لیں۔ آپ ان کے سروں پر خاک ڈالتے جاتے اور سورۂ یٰسین کی ابتدائی آیات "فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ" تک پڑھ رہے تھے۔ تلاوت سے فارغ ہونے تک کوئی شخص بھی باقی نہ رہا۔ جس کے سر پر آپ نے خاک نہ ڈالی ہو۔ آپ نکل گئے تو ایک شخص آ کر کہنے لگا تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ محمدؐ تو تمہارے سامنے سے نکل گئے اور تمہارے سروں پر خاک ڈال کر نکلے ہیں۔ ہر شخص نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا تو دیکھا کہ اس پر خاک پڑی ہوئی ہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

(ابن ہشام ج ا ص ۵۳۰ تا ۵۳۲ ملخصاً - ترجمہ اردو)

سو یہ ہے وہ روایت جس کی بنا پر یہ بات مشہور ہو گئی کہ آپؐ نے ہجرت کے سفر کا آغاز رات کو کیا تھا۔ یہ روایت جیسی معتبر ہو سکتی ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ اس روایت میں حقیقت صرف اتنی ہے کہ قریش نے فی الواقعہ آپؐ کو اور آپؐ کی تحریک کو ختم کرنے کا دارالندوہ میں مشورہ کیا تھا۔ قید، جلا وطنی اور قتل سب پہلو سامنے آئے، بالآخر قتل پر اتفاق ہو گیا۔ اور وہ یوں کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی اس واردات میں شریک ہو۔ رات کو آپؐ کے گھر کا محاصرہ کیا جائے۔ صبح جب نکلیں تو آپؐ پر سب یکبارگی حملہ کر دیں اور یہ قصہ ختم کر دیں۔ اس طرح بنو ہاشم قصاص وغیرہ کا مطالبہ بھی نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ جس رات ان کفار نے آپؐ کے گھر کا محاصرہ کرنا تھا، اس کی اطلاع بذریعہ وحی آپؐ کو ہو گئی۔ آپؐ کو ہجرت کی اجازت بھی مل گئی۔ لیکن آپؐ رات سے پہلے ہی دوپہر کے سناٹے میں چھپتے چھپاتے حضرت ابوبکرؓ کے گھر پہنچے اور نہایت رازداری سے اس سفر کا آغاز کر ڈالتی دوپہر میں کیا۔ ایک دوسری روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپؐ اور حضرت ابوبکرؓ، ابوبکرؓ کے گھر کی پچھلی کھڑکی کی طرف سے نکلے تھے۔ اور یہ سب کچھ از راہِ رازداری تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کے گھر آنے سے پیشتر آپؐ نے حضرت علیؓ کو بھی اپنے روانہ ہونے کی اطلاع کر دی تھی۔ اور کہا کہ رات میرے بستر پر سو جائیں۔ تاکہ کفار کم از کم کل صبح تک ہماری روانگی کی طرف سے غافل رہیں۔ آپؐ نے حضرت علیؓ کو یہ بھی تاکید فرمائی تھی کہ مدینہ آنے سے پیشتر لوگوں کو وہ امانتیں پہنچا دیں، جو کفار نے حضور اکرمؐ کے پاس رکھی تھیں۔ آپؐ کی اس تدبیر کا نتیجہ واقعی یہی نکلا کہ دوسرے دن کی صبح تک کفار کو آپؐ کی روانگی کا علم نہ ہو سکا۔ پھر جب کفار کو اس بات کا علم ہوا، تو غیظ و غضب سے دیوانے ہو گئے۔ اور آپؐ کی تلاش کی مہم کا آغاز کیا۔

لطف کی بات یہ ہے کہ آگے چل کر خود ابنِ ہشام نے بھی "سفرِ ہجرت" کے عنوان کے تحت بخاری کی مذکورہ بالا حدیث درج کر کے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ آپؐ کی ہجرت کے سفر کا آغاز فی الواقعہ دوپہر کو ہوا تھا۔ (ایضاً ص ۵۳۴ - ۵۳۵)

اب جب یہ ثابت ہو گیا کہ ہجرت کے سفر کا آغاز تو دوپہر کو ہوا تھا اور اسراء رات کو ہوا تھا۔ تو پھر اسراء کے واقعہ کو ہجرت کا واقعہ کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟

(جاری ہے)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ